VOL- 9, ISSUE-1, 2025

Al-Safiir

https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal

2709-605X Online ISSN

2709-6041 Print ISSN

Cultural Challenges (Economic And Social Problems) Faced By Muslim Women In The Contemporary Context And Their Solutions

عصری تناظر میں مسلم خواتین کودرپیش ثقافتی چیلنجز(اقتصادی ، سماجی مسائل)اور ان کا شرعی حل

Dr. Mufti Kifayat Ullah

Assistant Professor, Islamic Studies, Sarhad University (SUIT) Peshawar, KP, Pakistan. Email: kifayat.edu@suit.edu.pk ORCID: 0000-0003-0967-7053

Asma Faqir Muhammad

Visiting Lecturer Govt Girls Degree College Bacha khan Kohat Road, Peshawar . Email: asmamuhmand880@gmail.com

Zahra Bano

M.Phil Scholar, Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar. Email: xaraasif834@gmail.com

Abstract

Muslim women face a double standard of economic and social challenges. On the one hand, their education and skills are seen as valuable assets for family and community development, and they are expected to contribute economically. On the other hand, they face social disapproval and conflicting demands, such as balancing professional roles with traditional expectations, which can lead to difficulties in maintaining Islamic norms in the workplace. Contemporary Muslim women face multiple economic challenges due to traditional gender roles, limited access to education and employment opportunities, and legal and social barriers. While many women strive for financial independence and self-reliance, they often face obstacles such as cultural expectations, inadequate support systems, and legal limits on property rights and inheritance.

Keywords: social challenges, Co-existence, Social, economic challenges traditional.

عصر حاضر کی مسلم خواتین کو روایتی صنفی کرداروں، تعلیم اور روزگار کے مواقع تک محدود رسائی، اور قانونی، سماجی رکاوٹوں کی وجہ سے متعدد معاشی چیلنجوں کا سامنا ہے۔ جب کہ بہت سی خواتین مالی آزادی اور خود انحصاری کے لیے کوشاں ہیں، انھیں اکثر ثقافتی توقعات، ناکافی امدادی نظام، اور جائیداد کے حقوق اور وراثت پر قانونی حدود جیسی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔[i]

عورت کا اپنے ذات سے متعلق مسائل

عصری تناظر میں، مسلم خواتین کو اقتصادی اور سماجی چیلنجوں کے ایک پیچیدہ سیٹ کا سامنا ہے جو روایتی توقعات اور جدید حقائق کے درمیان وسیع تناؤ کی عکاسی کرتے ہیں۔ خاندان اپنی بیٹیوں کی تعلیم اور تربیت میں نمایاں سرمایہ کاری کرتے ہیں، اس امید کے ساتھ کہ یہ خواتین معاشی طور پر اپنا حصہ ڈالیں گی اور سماجی عدم مساوات کو دور کرنے میں مدد کریں گی۔ تاہم، یہ آئیڈیل اکثر سماجی رویوں کے ساتھ تصادم کرتا ہے جو دونوں خواتین سے مالی تعاون کرنے کی توقع رکھتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کے پیشہ ورانہ کرداروں کو مسترد کرتے ہیں، خاص طور پر دفتر پر مبنی یا مخلوط صنفی ماحول میں۔[ii]

VOL- 9, ISSUE-1, 2025

Al-Safiir

https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal

2709-605X Online ISSN

2709-6041 Print ISSN

یہ تضاد مسلم خواتین کو مشکل میں ڈال دیتا ہے۔ ایک طرف، ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ اپنے خاندانوں کی کفالت اور اپنے کیریئر کو آگے بڑھانے کے لیے اپنی تعلیم سے فائدہ اٹھائیں۔ دوسری طرف، انہیں ایسا کرنے پر سماجی شکوک وشبہات اور تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جو روایتی خاندانی کرداروں کے ساتھ پیشہ ورانہ عزائم کو متوازن کرنے کی ان کی کوششوں کو پیچیدہ بنا دیتا ہے۔ یہ اختلاف اس وقت اور بڑھ جاتا ہے جب خواتین شریک تعلیمی اداروں میں کام کرتی ہیں، جہاں انہیں اضافی چیلنجز کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جیسے کہ صنفی تعصب کا سامنا کرنا یا امتیازی سلوک کا سامنا کرنا۔[iii]

ان متضاد مطالبات کو پورا کرنے کے لیے، کچھ خواتین خود کو ایسے حالات میں پا سکتی ہیں جہاں وہ اپنی اسلامی اقدار یا حدود سے سمجھوتہ کرنے کے لیے دباؤ محسوس کرتی ہیں۔ ذاتی عقائد کو پیشہ ورانہ توقعات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی جدوجہد اخلاقی مخمصوں اور اخلاقی تنازعات کا باعث بن سکتی ہے، جو اپنی پیشہ ورانہ خواہشات اور مذہبی اصولوں کو برقرار رکھنے کی ان کی کوششوں کو مزید پیچیدہ بناتی ہے۔ مجموعی طور پر، ان مسائل کو حل کرنے کے لیے ایک متوازن نقطہ نظر کی ضرورت ہے جو روایتی اقدار کو جدید معاشی اور سماجی حقائق سے ہم آہنگ کرے۔ اس میں معاون ماحول پیدا کرنا شامل ہے جو خواتین کی پیشہ ورانہ شراکتوں اور ان کی ثقافتی اور مذہبی شناخت دونوں کا احترام کرتے ہیں، جبکہ سماجی رویوں کو بھی چیلنج کرتے ہیں جو صنفی بنیاد پر امتیاز اور عدم مساوات کو برقرار رکھتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ عصر حاضر کی مسلم خواتین کو معاشی اور سماجی چیلنجوں کے ایک پیچیدہ سیٹ کا سامنا ہے۔ اگرچہ ان کی تعلیم اور پیشہ ورانہ شراکتیں خاندانی اور سماجی ترقی کے لیے ضروری ہیں، لیکن انھیں اکثر روایتی اصولوں اور سماجی توقعات سے متضاد مطالبات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ذاتی اور مذہبی اقدار کے ساتھ ان مطالبات کو متوازن کرنے سے اہم تناؤ اور اخلاقی مخمصے پیدا ہو سکتے ہیں، جو ان کی پیشہ ورانہ اور ذاتی زندگی دونوں کو متاثر کر سکتے ہیں۔ ان چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے جدید معاشی حقیقتوں اور روایتی اقدار کے درمیان ایک دوسرے سے تعلق کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔[iv]

خواتین کو درپیش خاندانی مسائل

خاندانوں میں خواتین کے ابھرتے ہوئے کرداروں نے روایتی خاندانی حرکیات کے لیے اہم چیلنجز پیدا کیے ہیں۔ تاریخی طور پر، مرد کو گھر کا بنیادی فراہم کنندہ اور نگران سمجھا جاتا ہے، یہ ذمہ داری اسلامی تعلیمات میں گہری جڑی ہے۔ قرآن کے مطابق، کفالت اور کفالت کی مالی ذمہ داری مرد پر عائد ہوتی ہے، خواہ عورت مالی طور پر خود مختار ہو یا زیادہ کماتی ہو۔ یہ اصول اس روایتی نظریے کی نشاندہی کرتا ہے کہ مردوں کو مالی امداد کا بنیادی بوجھ اٹھانا چاہیے، جب کہ خواتین کو اپنی جائیداد کا خود انتظام کرنے کا حق ہے جیسا کہ وہ مناسب سمجھیں۔[v]

عصری حالات میں، جہاں خواتین تیزی سے دوہری کردار ادا کر رہی ہیں- دونوں روٹی کمانے والی اور گھر کی دیکھ بھال کرنے والی کے طور پر، صورت حال پیچیدہ ہو جاتی ہے۔ اگر شوہر ایک مالی فراہم کنندہ کے طور پر اپنا کردار ادا نہیں کرتا ہے، تو اس سے گھریلو ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے لیے خواتین سے رکھی جانے والی روایتی توقعات کے بارے میں سوالات اٹھتے ہیں۔ یہ عدم توازن خاندان کے اندر محنت اور ذمہ داریوں کی تقسیم کے بارے میں مایوسی اور الجھن کا باعث بن سکتا ہے۔

جب کہ خواتین کو اپنی جائیداد کو اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنے کا حق حاصل ہے، جس میں وہ چاہیں تو اسے گھریلو ضروریات پر خرچ کرنا بھی شامل ہے، لیکن اسے اکثر ایک ذمہ داری کے بجائے سخاوت کے عمل کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ "مرنے کے بعد نیکی" کا یہ تصور اس خیال کی عکاسی کرتا ہے کہ خواتین گھر کے لیے جو بھی مالی تعاون کرتی ہیں، ضرورت سے زیادہ، مذہبی یا سماجی توقعات کے تحت فرض کردہ فرائض کی بجائے احسان کے کام ہیں۔[vi]

VOL- 9, ISSUE-1, 2025

Al-Safiir

https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal

2709-605X Online ISSN

2709-6041 Print ISSN

ان چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے روایتی کرداروں اور جدید حقائق دونوں کی باریک بینی کی ضرورت ہے۔اس میں تاریخی توقعات کو موجودہ حقیقتوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنا شامل ہے جہاں خواتین سے متعدد کرداروں اور ذمہ داریوں کو نبھانے کی توقع کی جاتی ہے،اس بات کو یقینی بنانا کہ شادی میں دونوں پارٹنرز منصفانہ حصہ ڈالیں اور اپنے متعلقہ فرائض کی پاسداری کریں جیسا کہ ثقافتی اصولوں اور عصری ضروریات دونوں کے مطابق تصور کیا گیا ہے۔[vii]

دسمبر 1979 میں، خواتین کے خلاف ہر قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمے سے متعلق کنونشن (CEDAW) کو اپنایا گیا، جو صنفی مساوات کے لیے عالمی جنگ میں ایک اہم لمحہ ہے۔اس بین الاقوامی معاہدے کا مقصد خواتین کے خلاف امتیازی سلوک کو ختم کرنا اور مردوں اور عورتوں کے درمیان مساوات کو فروغ دینا تھا،اس کی 30 دفعات میں سے 16 خواتین کے مختلف حقوق سے متعلق ہیں۔جبکہ کچھ، بادی نظر کی طرح،ان دفعات کو خواتین کی ترقی کو آگے بڑھانے کے لیے ایک جامع خاکہ کے طور پر دیکھتے ہیں،وہ ان کی تاثیر اور عملی ضروریات کے ساتھ ہم آہنگی کو یقینی بنانے کے لیے ایک تنقیدی جائزے کی دلیل دیتے ہیں۔کنونشن کا اثر مختلف شعبوں میں خواتین کے کوٹے میں اضافہ اور مشترکہ گھریلو ذمہ داریوں کی وکالت جیسی پالیسیوں میں واضح ہے۔چونکہ خواتین کی نمائندگی کو 5% کوٹہ سے بڑھا کر 50% کرنے اور گھر میں صنفی توازن کی ذمہ داریاں متعارف کرانے کی کوششیں بڑھ رہی ہیں، یہ تبدیلیاں معاشرتی ڈھانچے کو از سر نو تشکیل دینے کے لیے تیار ہیں، جو ممکنہ طور پر مردوں کی بے روزگاری میں اضافہ اور گھریلو کرداروں کی نئی تقسیم کا باعث بنتی ہیں۔[viii]

گھر کے مردوں سے متعلق مسائل

خواتین کے کردار اور حقوق پر انتہائی پابندیوں سے صنفی مساوات کو فروغ دینے کے لیے بنائے گئے مزید ترقی پسند اقدامات کی طرف تبدیلی نے نئے چیلنجز متعارف کرائے ہیں، خاص طور پر گھر کے اندر مردوں کے لیے۔تاریخی طور پر، خواتین کو اپنی آزادیوں، حقوق اور مواقع پر سخت پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا، جنہیں سخت معاشرتی اصولوں اور قانونی پابندیوں کے ذریعے جائز قرار دیا گیا تھا۔

اس کے برعکس، جدید پالیسیوں جیسے میڈیا مہم، کوٹہ سسٹم، اور مختلف مراعات نے ان عدم توازن کو دور کرنے کی کوشش کی ہے، جس کا مقصد خواتین کی ترقی اور مساوات کو فروغ دینا ہے۔تاہم، یہ منتقلی بعض اوقات اپنے مسائل کا اپنا سیٹ بنا سکتی ہے۔[ix]

مرد اب ان تبدیلیوں سے مغلوب محسوس کر سکتے ہیں، خاص طور پر جب وہ صنفی کرداروں اور توقعات کے مطابق ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر، مختلف شعبوں میں خواتین کی زیادہ نمائندگی کے لیے دباؤ اور روایتی کرداروں کی نئی تعریف مردوں کے لیے بے گھر ہونے یا مواقع کو کم کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔مزید برآں، مشترکہ گھریلو ذمہ داریوں پر بڑھتا ہوا زور مردانگی اور خاندانی کردار کے بارے میں دیرینہ اصولوں اور توقعات کو چیلنج کر سکتا ہے۔اس تناظر میں، کچھ مرد ان اقدامات کو زبردستی یا ماضی کی ناانصافیوں کے خلاف ایک غیر متوازن ردعمل کے طور پر سمجھ سکتے ہیں، جو ممکنہ طور پر مزاحمت یا ناانصافی کے احساس کا باعث بنتے ہیں۔[x]

بالآخر، اگرچہ تاریخی صنفی عدم مساوات کو درست کرنے کی کوششیں بہت اہم ہیں، انہیں خاندان کے تمام افراد پر پڑنے والے اثرات کی حساسیت کے ساتھ متوازن ہونا چاہیے۔ حقیقی مساوات کے حصول میں خواتین اور مردوں دونوں کی ضروریات اور خدشات کو دور کرنا شامل ہے،اس بات کو یقینی بنانا کہ معاشرتی تبدیلیاں عدم مساوات کی نئی شکلیں پیدا کیے بغیر باہمی احترام اور مشترکہ ذمہ داریوں کو فروغ دیں۔

بہت سی کام کرنے والی خواتین کو پیچیدہ چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو گھر اور پیشہ ورانہ زندگی میں ان کی دوہری ذمہ داریوں کے باوجود ان کی معاشی خود انحصاری میں رکاوٹ ہیں۔اپنی محنت اور کمائی کے باوجود، یہ خواتین اکثر اپنی آمدنی کے بارے میں گمراہ کن وضاحتوں کا سہارا لیتے ہوئے اپنی مالی کامیابیاں اپنے

VOL- 9, ISSUE-1, 2025

Al-Safiir

https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal

2709-605X Online ISSN

2709-6041 Print ISSN

شوہروں سے چھپانے پر مجبور ہوتی ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ روایتی رویے برقرار رہتے ہیں، جہاں مرد اپنی بیویوں سے مکمل مالی شفافیت اور کنٹرول کی توقع کر سکتے ہیں، یہ ایک وسیع تر توقع کی عکاسی کرتا ہے کہ خواتین کو اپنی کمائی اپنے شوہروں کے سپرد کرنی چاہیے۔ یہ ثقافتی معمول نہ صرف خواتین کی معاشی آزادی کو مجروح کرتا ہے بلکہ ان میں احساس کمتری کو بھی برقرار رکھتا ہے۔

اگرچہ کام کرنے والی خواتین مالی اور گھریلو دونوں لحاظ سے نمایاں طور پر اپنا حصہ ڈالتی ہیں، لیکن انہیں اکثر گھر میں صنفی بنیاد پر امتیازی سلوک اور بے عزتی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

بہت سے لوگوں کے ساتھ ان کے مرد ہم منصبوں کے مقابلے میں دوسرے درجے کے شہری کے طور پر سلوک کیا جاتا ہے، جو زبانی اور بعض اوقات جسمانی بدسلوکی میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ یہ ناروا سلوک منفی دقیانوسی تصورات کو تقویت دیتا ہے اور بچوں کے لیے ایک نقصان دہ مثال قائم کرتا ہے، جو ان رویوں کو اندرونی بناتے ہیں اور خواتین کو ماتحت سمجھتے ہیں۔

عدم مساوات اور بے عزتی کے اس چکر کو توڑنا مشکل ہے جس سے خواتین کی عزت نفس اور خاندان اور معاشرے میں ان کے کردار متاثر ہوتے ہیں۔ان مسائل کو حل کرنے کے لیے ثقافتی تبدیلیوں اور ساختی تبدیلیوں دونوں کی ضرورت ہے تاکہ خواتین کے لیے احترام، مساوات اور حقیقی معاشی خود انحصاری کو یقینی بنایا جا سکے۔[xi]

عدم متوازی مسائل

گھر سے باہر معاشی سرگرمیوں میں خواتین کی شرکت سے متعلق روایتی صنفی حرکیات اور معاشرتی توقعات کے ساتھ گہرے طور پر جڑے ہوئے ہیں۔ایک اہم چیلنج مردوں اور عورتوں کے درمیان طاقت کا موروثی عدم توازن ہے، جو اکثر ثقافتی اصولوں سے جڑا ہوتا ہے جو مردانہ غلبہ کو ترجیح دیتے ہیں۔کنٹرول پر زور دینے کا یہ ثقافتی رجحان پیشہ ورانہ کامیابیوں سے بڑھ کر روزانہ کی بات چیت اور کام کی جگہ کی حرکیات تک پھیلا ہوا ہے۔مرد بعض اوقات افرادی قوت میں خواتین کی شرکت کو شک کی نگاہ سے دیکھ سکتے ہیں یا اپنے اختیار کے لیے ایک چیلنج کے طور پر دیکھ سکتے ہیں، جس سے مسابقتی اور اکثر مخالف ماحول پیدا ہوتا ہے۔[xii]

پامیلا روبی، ایک صحافی، اس بات پر روشنی ڈالتی ہیں کہ خود ملازمت کرنے والی خواتین کو اکثر سخت انتخاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے: یا تو اپنے کام کی جگہوں پر مروجہ مردوں کے زیر تسلط ثقافت کے مطابق ڈھل جائیں یا چھوڑ دیں۔یہ مخمصہ ان نظامی رکاوٹوں کی نشاندہی کرتا ہے جو خواتین کے لیے مردانہ اصولوں اور طرز عمل کے مطابق کیے بغیر پیشہ ورانہ طور پر ترقی کرنا مشکل بناتی ہیں۔مرد پر مبنی کام کی ثقافت میں فٹ ہونے کی توقع خواتین کی کامیابی اور ان کے کیریئر میں اطمینان کی راہ میں ایک اہم رکاوٹ ہو سکتی ہے۔

امریکہ سے تعلق رکھنے والی ایک مسلم خاتون عائشہ نے اس بحث میں ایک اور پرت کا اضافہ کرتے ہوئے یہ سوال کیا کہ آیا خواتین جو حقوق مانگتی ہیں وہ مغربی معیارات کے مطابق بنائے گئے ہیں یا ان کے منفرد ثقافتی اور سماجی سیاق وسباق سے نمٹنے کے لیے بنائے گئے ہیں۔[xiii]

اس عکاسی سے پتہ چلتا ہے کہ صنفی مساوات اور خواتین کے حقوق کے حصول کو بعض اوقات ثقافتی تخصیص کی شکل کے طور پر یا مقامی حقائق اور اقدار پر غور کیے بغیر مغربی نظریات کو نقل کرنے کی کوشش کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔لہذا، ان سماجی مسائل کو حل کرنے میں نہ صرف صنفی تعصبات کا مقابلہ کرنا ہے بلکہ اس بات کو بھی یقینی بنانا ہے کہ حل ثقافتی طور پر حساس ہوں اور متنوع سیاق وسباق کے مطابق موزوں ہوں۔

VOL- 9, ISSUE-1, 2025
Al-Safiir
https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal
2709-605X Online ISSN
2709-6041 Print ISSN

عائشہ، امریکہ سے تعلق رکھنے والی ایک نو مسلم خاتون، خواتین کے حقوق کے حصول پر ایک تنقیدی تناظر پیش کرتی ہے، جو مغربی معاشرتی اصولوں کے مشاہدات سے اخذ کرتی ہے۔ وہ سوال کرتی ہیں کہ کیا کچھ خواتین جو حقوق مانگ رہی ہیں وہ صرف مغربی خواتین کی طرف سے حاصل کردہ اسی حیثیت کے حصول کے لیے ہیں، جنہیں، ان کے خیال میں، مساوات کی تلاش میں مادے کی زیادتی، بدکاری، اور روایتی اقدار کے نقصان جیسے اہم مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ عائشہ کے تبصروں سے پتہ چلتا ہے کہ، مساوی حقوق کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے، مغربی خواتین شاید زیادہ روایتی، اخلاقی بنیادوں پر مبنی طرز زندگی سے دور ہو چکی ہیں، جسے وہ مسائل کا شکار سمجھتی ہیں۔

وہ مسلم خواتین پر زور دیتی ہیں کہ وہ خواتین کو بااختیار بنانے کے مغربی ماڈل کی عکاسی کرنے کے بجائے اپنے عہدوں اور خواہشات کا تنقیدی جائزہ لیں۔ اس کے نقطہ نظر کے مطابق، مسلمان خواتین کو مغربی معاشروں کے تجربات سے سیکھنا چاہیے اور ایسے راستے اختیار کرنے سے گریز کرنا چاہیے جو منفی نتائج کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس کے بجائے، عائشہ ان کی حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ وہ اپنی اقدار اور ثقافتی اصولوں کے تناظر میں کس طرح بااختیار اور مساوات حاصل کر سکتے ہیں، جس کا مقصد ایک متوازن نقطہ نظر ہے جو جدید امنگوں اور روایتی اخلاقیات دونوں کا احترام کرتا ہے۔ یہ نقطہ نظر تھوک بیرونی ماڈلز کو اپنانے کے بجائے ثقافتی اور مذہبی سیاق وسباق کے مطابق خواتین کے حقوق کے حصول کو تیار کرنے کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔[xiv]

خواتین کے لیے تعلیم اور روزگار کے مواقع میں نمایاں پیش رفت کے باوجود، وہ محدود تعداد میں پیشوں پر مرکوز رہتی ہیں اور اعلیٰ سطح کے عہدوں پر آگے بڑھنے میں انہیں نظامی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تقریباً 50% ملازمت پیشہ خواتین 250 میں سے صرف 21 میں مصروف ہیں، جن میں نرسنگ، ٹیچنگ، آفس سپورٹ، چائلڈ کیئر، اور ہاؤس کیپنگ جیسے کرداروں میں زیادہ توجہ ہے۔ ان شعبوں میں عام طور پر مردوں کے پاس ہونے والے عہدوں کے مقابلے میں کم تنخواہ اور کم وقار شامل ہوتا ہے۔

اس کے برعکس، اہم اور اعلیٰ حیثیت والے کردار بنیادی طور پر مردوں کے قبضے میں ہیں۔ مثال کے طور پر، ریٹیل سیٹنگز میں، اکثر مردوں کو زیادہ قیمت والی اشیاء فروخت کرنے کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے، جب کہ خواتین کو کم قیمت کی اشیاء فروخت کرنے کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے۔ یہ تقسیم وسیع تر معاشرتی نمونوں کی عکاسی کرتی ہے جہاں خواتین کو زیادہ باوقار اور زیادہ معاوضہ دینے والی ملازمتوں میں کم نمائندگی دی جاتی ہے۔[xv]

تعلیمی لحاظ سے خواتین کو اسی طرح کے تفاوت کا سامنا ہے۔ اگرچہ وہ مردوں کے برابر شرحوں پر اعلیٰ تعلیم میں داخلہ لے سکتے ہیں، لیکن ڈاکٹریٹ کی سطح پر ان کی نمائندگی بہت کم ہے، عام طور پر تقریباً 13-15%۔ خواتین کو اعلیٰ تعلیمی عہدوں پر کم نمائندگی دی جاتی ہے، جس میں یونیورسٹی کے ایک تہائی سے بھی کم پروفیسرز اور ایسوسی ایٹ پروفیسرز خواتین ہیں۔ یہ مساوی تعلیمی مواقع کے باوجود خواتین کے لیے کیریئر میں ترقی کے مواقع میں مسلسل فرق کو ظاہر کرتا ہے۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے پیشہ ورانہ علیحدگی کو ختم کرنے، کیریئر کی ترقی میں صنفی مساوات کو فروغ دینے، اور اس بات کو یقینی بنانے کے لیے ہدفی کوششوں کی ضرورت ہے کہ خواتین کو اعلیٰ مرتبے اور اچھی تنخواہ والے عہدوں تک مساوی رسائی حاصل ہو۔[xvi]

دیہی خواتین کے معاشی مسائل

پاکستان کے دیہاتوں میں، خواتین کو ایک غیر معمولی طور پر سخت روزمرہ کے معمولات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جو وسیع اقتصادی اور گھریلو ذمہ داریوں میں توازن رکھتے ہیں۔ وہ اکثر محنتی کاموں میں شامل ہوتے ہیں جیسے جانوروں کی دیکھ بھال کرنا، گھریلو کام کاج کا انتظام کرنا، اور کھانا تیار کرنا، ان کا دن صبح سویرے سے رات گئے تک بھر جاتا ہے۔ ان سخت کوششوں کے باوجود، مرد عموماً گھریلو مالیات کو کنٹرول کرتے ہیں اور انہیں جسمانی تشدد مسلط کرنے یا اپنی مرضی سے غلبہ

VOL- 9, ISSUE-1, 2025

Al-Safiir

https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal

2709-605X Online ISSN

2709-6041 Print ISSN

حاصل کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ طاقت کا یہ عدم توازن ایک وسیع مسئلے کی نشاندہی کرتا ہے جہاں خواتین کی محنت اور شراکت کو کم اہمیت دی جاتی ہے اور ان کے حقوق سے اکثر سمجھوتہ کیا جاتا ہے۔[xvii]

کشور ناہید نے پاکستانی دیہاتی عورت کے تھکا دینے والے نظام الاوقات کی ایک واضح تصویر بنائی ہے۔ ان کے مشاہدے کے مطابق، پاکستانی خواتین کے دن میں جانوروں کی دیکھ بھال، کھانے کی تیاری اور دیگر گھریلو کام شامل ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے اس کے پاس آرام کے لیے بہت کم وقت ہوتا ہے۔ یہ مسلسل کام کا بوجھ ان خواتین پر پڑنے والے شدید جسمانی اور جذباتی نقصان کو نمایاں کرتا ہے۔[xviii]

اس کے علاوہ، بہت سے دیہاتوں میں، خواتین سخت مردوں کے کنٹرول میں رہتی ہیں اور اپنے جذبات یا خواہشات کا کھل کر اظہار کرنے سے قاصر ہیں۔ جب بدسلوکی یا بد سلوکی کے واقعات منظر عام پر آتے ہیں، تو اکثر خواتین کی حقیقی شکایات کو دور کرنے کے بجائے ان کا استعمال مردانہ مفادات کے لیے کیا جاتا ہے۔ یہ ماحول محکومی اور استحصال کے ایک چکر کو جاری رکھتا ہے، جہاں خواتین کے وقار اور حقوق کو منظم طریقے سے مجروح کیا جاتا ہے۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے نہ صرف دیہی خواتین کی روزمرہ کی بے پناہ جدوجہد کو تسلیم کرنے کی ضرورت ہے بلکہ اس طرح کے استحصال کو جاری رکھنے والے پدرانہ اصولوں کو چیلنج کرنے اور تبدیل کرنے کے لیے اقدامات کرنے کی بھی ضرورت ہے۔[xix]

خلاصہ یہ کہ معاصر مسلم خواتین کے معاشی مسائل کی متعدد جہتیں ہیں جن پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پیشہ ورانہ امتیاز ایک بڑی پریشانی ہے کیونکہ مسلم خواتین اکثر کم تنخواہ اور ترقی کے محدود مواقع تک محدود رہتی ہیں۔ انہیں زیادہ تر خواتین کے مخصوص شعبوں میں ہی کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے، جو ان کی معاشی ترقی کو محدود کر دیتا ہے۔ معاشرتی توقعات اور پریشر بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ خواتین کو گھر اور کام کی جگہ دونوں پر مختلف توقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس سے ان کی کارکردگی اور ذہنی سکون متاثر ہوتا ہے۔ مالی خود مختاری کی کمی بھی ایک بنیادی چیلنج ہے؛ اکثر خواتین کی کمائی مردوں کے کنٹرول میں آتی ہے، جس سے انہیں اپنی مالی آزادی میں رکاوٹ کا سامنا ہوتا ہے۔ آخر میں، اسلامی اقدار اور پیشہ ورانہ ماحول میں تصادم بھی ایک مسئلہ ہے، جہاں خواتین کو اپنے پیشہ ورانہ ماحول میں اسلامی اصولوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے، جو ان کی پیشہ ورانہ زندگی کو پیچیدہ بنا دیتا ہے۔

معاشی مسائل کا حل اور تدارک

پیشہ ورانہ اور تعلیمی مواقع کا توسیع ایک مؤثر حل ہے جس سے خواتین کو مختلف شعبوں میں بہتر مواقع مل سکتے ہیں اور وہ اپنی صلاحیتوں کو پوری طرح سے بروئے کار لا سکتی ہیں۔ خاندانی اور پیشہ ورانہ ذمہ داریوں میں توازن برقرار رکھنے کے لیے لچکدار اوقات اور والدین کے لیے چھٹیوں کی پالیسیز تیار کی جانی چاہئیں، تاکہ خواتین دونوں جگہ پر بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکیں۔ مالی خود مختاری اور شفافیت کے ذریعے خواتین کے مالی حقوق کو مستحکم کرنا ضروری ہے، جس میں براہ راست تنخواہ کا انتظام اور مالی مشاورت شامل ہے۔

اسلامی اقدار کے مطابق پالیسیز تیار کرنے کی ضرورت ہے تاکہ خواتین پیشہ ورانہ ماحول میں اپنے اصولوں کے مطابق کام کر سکیں۔ معاشرتی رویوں میں تبدیلی کے لیے آگاہی مہمات چلائی جائیں تاکہ صنفی امتیاز ختم ہو اور خواتین کی معاشرتی اور پیشہ ورانہ کامیابیوں کا احترام کیا جائے۔ آخر میں، قانونی اور ادارہ جاتی اصلاحات کی ضرورت ہے تاکہ خواتین کے حقوق کا تحفظ اور ان کے معاشی حالات میں بہتری ممکن ہو سکے، اور ایک منصفانہ معاشرہ تشکیل دیا جا سکے۔[xx]

VOL- 9, ISSUE-1, 2025

Al-Safiir

https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal

2709-605X Online ISSN

2709-6041 Print ISSN

خلاصہ

عصری تناظر میں مسلم خواتین کو مختلف ثقافتی چیلنجز کا سامنا ہے جن میں اقتصادی اور سماجی مسائل شامل ہیں۔ اقتصادی لحاظ سے، خواتین کو کم اجرت، نوکریوں میں کمی، اور مالی خود مختاری میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ سماجی مسائل میں تعلیمی مواقع کی کمی، خاندانی دباؤ، اور معاشرتی روایات بھی رکاوٹ بنتی ہیں۔ ان چیلنجز کا شرعی حل اسلام میں خواتین کو مکمل حقوق دینے اور ان کے لیے وسائل فراہم کرنے پر مبنی ہے۔ شرعی تعلیمات کے مطابق خواتین کو تعلیم حاصل کرنے، معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے، اور اپنے حقوق کی حفاظت کا حق حاصل ہے، بشرطیکہ ان سب چیزوں کو شرعی حدود میں رکھا جائے۔ اسلام نے خواتین کی عزت و وقار کی حفاظت کی ہے اور انہیں سماجی و اقتصادی خود مختاری کے تمام مواقع فراہم کیے ہیں، جن کے ذریعے وہ ان چیلنجز کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔

اصلاحاتی تجاویز

آج مسلمان کی اکثریت اسلام کے قوانین وراثت حق میر و نان نفقہ و سکنی اور احکام خداوندی کو نظر انداز کر کے غیر اسلامی طریقوں پر عمل کر رہی ہے۔ زمانہ جاہلیت کی طرح عورتوں کو ان کے حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ ایسے حالات میں عورتیں مجبور ہو کر غیر شرعی عدالتوں کا دروازہ کھٹکھاتی ہیں اور مختلف سرکاری و غیر سرکاری تنظیموں کا رخ کرتی ہیں اور ان سے عدل و انصاف کی بھیک مانگتی ہیں۔ ایسے حالات میں ایک باحمیت معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس ظلم اور غیر شرعی رسموں کے خلاف علم جہاد بلند کرے اور معاشرے میں موجود تمام ادارے اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کریں تاکہ عورت اپنے شرعی حقوق باآسانی لے سکے اور معاشرے کھلے دل سے عورت کو اس کا حق دے۔ عورتوں کے حقوق کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔[xxi]

قرآن و سنت پر عمل

خلافت کے دور میں قرآن اور سنت کو مسلمانوں نے نہ صرف پڑھا بلکہ اس پر سختی سے عمل کیا، انصاف اور روزمرہ کی زندگی کی رہنمائی کی۔ تاہم، جیسے جیسے خلافت ختم ہوتی گئی، ان تعلیمات کی پابندی کم ہوتی گئی، جس کے نتیجے میں قرآن و سنت کے اصولوں سے انحراف ہوتا گیا۔ یہ کمی اسلامی قوانین کی غلط فہمیوں اور غلط استعمال سے ظاہر ہوتی ہے، جیسا کہ عورتوں کی حق وراثت، جو نظر انداز ہو چکی ہے۔ اسلام خواتین کو معاشی بوجھ سے آزاد کرنے کا حکم دیتا ہے، واضح قرآنی ہدایات کے ساتھ وراثت اور مالی مدد کے ان کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ لہذا، ان اسلامی اصولوں کو برقرار رکھنا بہت ضروری ہے، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ خواتین کو ان کے شرعی حقوق ملیں اور ان پر مالی ذمہ داریوں کا غیر منصفانہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔[xxii]

قانون سازی

خواتین کے معاشی حقوق کو یقینی بنانے کے لیے موثر قانون سازی بہت ضروری ہے۔ اسمبلیوں میں خواتین کی تعداد میں اضافہ ناکافی ہے۔ مضبوط قوانین کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں جب کہ قانون خواتین کے نفقہ اور نفقہ کے حقوق کو تسلیم کرتا ہے، شرعی معاشی حقوق کو مسلسل نافذ کرنے کے لیے اسے مضبوط کیا جانا چاہیے۔ حکومت کو اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ معاشی ناانصافیوں کا سامنا کرنے والی خواتین کو عدالتوں تک آسانی سے رسائی حاصل ہو، جہاں طویل تاخیر سے بچنے کے لیے کارروائی کو ہموار کیا جائے۔ غیر منصفانہ معاشی بوجھ کے لیے فوری اور سخت سزائیں دی جائیں۔ حکومت کو وراثت، جہیز اور رکھ رکھاؤ سے متعلق مسائل کو موثر قانونی عمل کے ذریعے حل کرنا چاہیے۔[xxiii]

انجمن برائے حقوق نسواں

حکومت کو خواتین کے حقوق کے لیے وقف متعدد مقامی انجمنیں قائم کرنی چاہئیں، جن میں ہر علاقے، گاؤں، شہر اور ضلع کا احاطہ کیا جائے۔ یہ تنظیمیں خواتین کے معاشی حقوق کے بارے میں بیداری پیدا کریں گی، خواتین اور مردوں دونوں کو تعلیم دیں گی اور گھر گھر جا کر سروے کریں گی تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ

VOL- 9, ISSUE-1, 2025

Al-Safiir

https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal

2709-605X Online ISSN

2709-6041 Print ISSN

خواتین کو اسلامی اور قانونی معیارات کے مطابق ان کے حقوق مل رہے ہیں۔ انہیں رکاوٹوں کی نشاندہی اور ان کا ازالہ کرنا چاہیے، عدالت تک رسائی کے لیے قانونی مدد فراہم کرنی چاہیے، اور خواتین کو درپیش مسائل کو حل کرنے کے لیے کام کرنا چاہیے۔ مزید برآں، خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے سفارشات کی نگرانی اور ان پر عمل درآمد کے لیے مرکزی حکومت کی سطح پر ایک اعلیٰ اختیاراتی خواتین کمیشن بنایا جانا چاہیے۔ xxiv

اسلامی نظریاتی کونسل

اسلامی نظریاتی کونسل ایک ایسا ادارہ ہے جو نظریاتی نقطہ نظر سے معاشرے میں مذہبی رویوں کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خواتین کے معاشی مسائل کے حوالے سے اسے نسل در نسل اپنی ذمہ داریاں بھرپور طریقے سے نبھانی ہوں گی۔ قانون سازی میں حکومت کی مدد کریں کہ وہ ایسے قوانین پاس کریں جو قرآن و سنت کے مطابق ہوں اور خواتین کو معاشی حقوق دینے کے لیے شریعت کے مطابق اقدامات کریں۔ خواتین کے معاشی مسائل اور حقوق کے حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل کی کارکردگی تسلی بخش نہیں۔ اگر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کے فیملی لاء آرڈیننس پر تنقید کرے اور سفارشات پیش کرے۔ لہٰذا اسی طرح وہ عملی صورت حال کا جائزہ لے اور خواتین کی دیکھ بھال، وراثت اور ملازمت کو عملی طور پر بہتر بنانے کے لیے اپنی سفارشات پیش کرے۔ xxv

تعلیمی نصاب میں عورتوں کے حقوق کا مطالعہ شامل ہونا

خواتین کے معاشی حقوق کے بارے میں بیداری کو فروغ دینے کے لیے، حکومت کو اس علم کو ایف اے اور بی اے کی سطحوں کے تعلیمی نصاب میں، خاص طور پر اسلامک اسٹڈیز میں شامل کرنا چاہیے۔ سورۃ النور، سورۃ الاحزاب اور سورۃ النساء کی اہم قرآنی آیات، جو خواتین کے حقوق سے متعلق ہیں، شامل کی جائیں۔ مزید برآں، وراثت کے قوانین پر جامع تعلیم، بشمول پیغمبر اسلام کے احکام، کو اس بات کو یقینی بنانے کے لیے لازمی قرار دیا جانا چاہیے کہ لڑکیاں اور لڑکے دونوں خواتین کے حقوق کو سمجھیں اور ان کی حفاظت کریں اور اپنے خاندان کے افراد کے معاشی حقوق کا تحفظ کریں۔ xxvi

علماء کرام کا منبر و محراب سے حقوق نسواں کے متعلق وعظ

اسکالرز معاشرے میں خواتین کے معاشی حقوق کی وکالت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تاریخی طور پر، علمائے کرام نے وراثت کے حقوق سے انکار جیسی ناانصافیوں کو حل کرنے اور چیلنج کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ xxvii تاہم، خواتین کے معاشی حقوق کی وکالت میں ان کی موجودہ کوششیں ناکافی ہیں۔ اسکالرز کو نگہداشت، رہائش اور جہیز سے متعلق عصری مسائل کے حل پر توجہ دینی چاہیے، جن میں اکثر غیر اسلامی طریقے شامل ہوتے ہیں۔ انہیں فعال طور پر ان مسائل کے بارے میں بیداری پیدا کرنی چاہیے، غیر شرعی طریقوں سے نمٹنے کے لیے تحریکوں کی قیادت کرنی چاہیے، اور خواتین کے معاشی حقوق کے بارے میں عوام کو آگاہ کرنے کے لیے لٹریچر شائع کرنا چاہیے۔ xxviii

عورت کی خود اپنی ذمہ داری

خواتین کو چاہیے کہ وہ خود اعتمادی پیدا کریں اور اپنے حقوق کے بارے میں تعلیم کے ذریعے آگاہی حاصل کریں جیسا کہ قرآن و سنت میں بیان کیا گیا ہے۔ ان کے لیے ان کے جائز شرعی حقوق کو سمجھنا اور پہچاننا ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے لیے مؤثر طریقے سے وکالت کریں۔ خواتین کو جائز اور ناجائز دعووں کے درمیان فرق کرنے کی ضرورت ہے، اور اخلاقی اقدار کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے معاشی حقوق — جیسے وراثت، دیکھ بھال، اور گزارہ — تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ کسی بھی مسلمان عورت کو اس کے شرعی حقوق سے محروم نہیں کیا جانا چاہیے، اور خواتین کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ان حقوق کو سوچ سمجھ کر اور سمجھ بوجھ کے ساتھ ادا کریں۔ xxix

Al-Safiir
https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal
2709-605X Online ISSN
2709-6041 Print ISSN

مردوں کی ذمہ داری

مردوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بہنوں، بیٹیوں اور خاندان کی دیگر خواتین کے حقوق کو تسلیم کریں اور ان کا احترام کریں۔انہیں شرعی احکام پر عمل کرنا چاہیے اور اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ خواتین کو ان کے جائز معاشی حقوق ملیں۔خاص طور پر بھائیوں کو چاہیے کہ وہ اللہ کو راضی کرنے اور دیانتداری کے ساتھ اپنے فرائض کی انجام دہی کے لیے بغیر کسی ناراضگی کے ان حقوق کی بھرپور حمایت اور ان کی حفاظت کریں۔[xxx]

معاشرے کی ذمہ داری

معاشرے کے مختلف اداروں اور افراد بشمول وکلاء، اساتذہ، علماء، صحافی اور سیاست دان کو اسلامی تعلیمات کے مطابق خواتین کے جائز مقام اور حقوق کی وکالت کرنی چاہیے۔ وراثت، دیکھ بھال اور دیگر شعبوں میں خواتین کو ان کے جائز حقوق ملنے کو یقینی بنانے سے ان کی عزت اور وقار بحال ہوگا۔ اگرچہ مغربی حقوق نقصان دہ ہو سکتے ہیں، اسلامی حقوق نہ صرف مسلم خواتین کے لیے بلکہ عالمی سطح پر غیر مسلموں کے لیے بھی ایک مثبت نمونہ پیش کرتے ہیں۔ مسلم ممالک میں ان حقوق کا صحیح نفاذ اللہ کی رحمت اور برکت کو دعوت دے گا۔[xxxi]

حواشی وحوالہ جات:

---

[i] آزاد، مولانا ابوالکلام، مسلمان عورت، (لاہور: مکتبہ، جمال-2008ء) ص 51

[ii] سید ابوالاعلیٰ مودودی، حقوق الزوجین، (ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1989ء)، ص:22

[iii] سید ابوالاعلیٰ مودودی، حقوق الزوجین، (ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1989ء)، ص:93

[iv] معاذ حسن، جنسی تعلقات اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں، (دار الکتاب لاہور 2000ء)، ص؛65

[v] سید ابوالاعلیٰ مودودی، حقوق الزوجین، (ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1989ء)، ص:56

[vi] سید ابوالاعلیٰ مودودی، حقوق الزوجین، (ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1989ء)، ص:96

[vii] آزاد، مولانا ابوالکلام، مسلمان عورت، (لاہور: مکتبہ، جمال-2008ء) ص 65

[viii] معاذ حسن، جنسی تعلقات اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں، (دار الکتاب لاہور 2000ء)، ص؛75

[ix] سید ابوالاعلیٰ مودودی، حقوق الزوجین، (ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1989ء)، ص:86

[x] ذاکر عبدالکریم نائک، اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض، جدید یا فرسودہ، (مترجم سید امتیاز احمد، دار النور، لاہور 2006ء)، ص:119

[xi] معاذ حسن، جنسی تعلقات اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں، (دار الکتاب لاہور 2000ء)، ص؛77

[xii] سید ابوالاعلیٰ مودودی، حقوق الزوجین، (ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1989ء)، ص:64

[xiii] منصور، سلیم خالد: کواتین کا معاشی اختیار اور تعلیم، (لاہور: مکتبہ جاوید: 2004ء) ص: 24، ماخوذ: روزنامہ "آج کل" یکم مئی 1997

[xiv] نفس مصدر

VOL- 9, ISSUE-1, 2025

Al-Safiir

https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal

2709-605X Online ISSN

2709-6041 Print ISSN

xv معاذ حسن، جنسی تعلقات اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں، (دار الکتاب لاہور 2000ء)، ص:84

xvi ذاکر عبد الکریم نائک، اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض، جدید یا فرسودہ، (مترجم سید امتیاز احمد، دار النور، لاہور 2006ء)، ص:183

xvii سید ابوالاعلیٰ مودودی، حقوق الزوجین، (ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1989ء)، ص:22

xviii سید ابوالاعلیٰ مودودی، حقوق الزوجین، (ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1989ء)، ص:92

xix افضل الرحمٰن، دور جدید میں مسلمان عورت کا کردار، (مترجم محمد ایوب منیر، فیروز سنز لاہور: 2001) ص:26

xx افضل الرحمٰن، دور جدید میں مسلمان عورت کا کردار، (مترجم محمد ایوب منیر، فیروز سنز لاہور: 2001) ص:52

xxi آزاد، مولانا ابوالکلام، مسلمان عورت، (لاہور: مکتبہ، جمال -2008ء) ص 76

xxii ذاکر عبد الکریم نائک، اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض، جدید یا فرسودہ، مترجم سید امتیاز احمد، دار النور، لاہور 2006ء، ص:67

xxiii افضل الرحمٰن، دور جدید میں مسلمان عورت کا کردار، (مترجم محمد ایوب منیر، فیروز سنز لاہور: 2001) ص:65

xxiv نفس مصدر

xxv ذاکر عبد الکریم نائک، اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض، جدید یا فرسودہ، (مترجم سید امتیاز احمد، دار النور، لاہور 2006ء)، ص:71

xxvi افضل الرحمٰن، دور جدید میں مسلمان عورت کا کردار، (مترجم محمد ایوب منیر، فیروز سنز لاہور: 2001) ص:70

xxvii سید ابوالاعلیٰ مودودی، حقوق الزوجین، (ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1989ء)، ص:98

xxviii افضل الرحمٰن، دور جدید میں مسلمان عورت کا کردار، (مترجم محمد ایوب منیر، فیروز سنز لاہور: 2001) ص:71

xxix افضل الرحمٰن، دور جدید میں مسلمان عورت کا کردار، (مترجم محمد ایوب منیر، فیروز سنز لاہور: 2001) ص:94

xxx نفس مصدر

xxxi ذاکر عبد الکریم نائک، اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض، جدید یا فرسودہ، (مترجم سید امتیاز احمد، دار النور، لاہور 2006ء)، ص:68